بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شخصیت

جمال صورت جمیل سیرت حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری صاحب دامت برکاتہ العالیہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو دینی و دنیاوی علوم کی دولت سے بہرہ ور کیا ہے جہاں آپ کا شمار زرعی معاشیات کے صفہ اول کے ماہرین میں ہوتا ہے وہاں آپ سلسلہ نقشبندیہ کے درخشندہ ستارے بھی ہیں آپ کا سلسلہ طریقت سینتیس واسطوں سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے ملتا ہے۔

چک نمبر 63/W.B ضلع وہاڑی آپ کا آبائی مسکن ہے جہاں آپ 1933ء میں جٹ برادری کے مذہبی اور خالصتاً مشرقی تہذیب وتمدن کے حامل قبیلہ وڑائچ میں حضرت جناب چوہدری امام الدین صاحب کے ہاں پیدا ہوئے آپ چوہدری صاحب کے منجھلے بیٹے ہیں۔ ابتدائی تعلیم ساتھ والے گاؤں میں حاصل کی اور 1949ء میں این۔اے۔سی ہائی سکول وہاڑی سے میٹرک کا امتحان نمایاں پوزیشن سے پاس کیا آپ فرماتے ہیں کہ ''میری عمر تقریباً ڈیڑھ برس کی ہوگی کہ ہمارے ہمسایہ کے پیرومرشدان کے ہاں تشریف لائے میری والدہ ماجدہ مجھے ان پیر صاحب کے پاس دم کرانے کے لئے لے گئیں پیر صاحب نے مجھے بہت شفقت فرمائی اور فرمایا کہ یہ بچہ بڑا ہوکر دین و دنیا کے اعلیٰ علوم حاصل کرے گا روحانیت میں بلند مرتبت ہوگا اور ہوائی جہاز میں سفر کرے گا۔ اس بزرگ کی یہ پیشینگوئی ہمارے خاندان کی روایات کے بالکل برعکس تھی کیونکہ ہمارے قبیلہ میں تعلیم حاصل کرنے کا رجحان بالکل

مفقود تھا بلکہ یہ بات آج تک بھی ہے کہ ہمارا کوئی فرد معمولی میٹرک تک بھی تعلیم یافتہ نہیں ہے لیکن اس پیر صاحب کی نگاہ عنایت کا یہ شاید فیض ہے کہ اپنے خاندان میں واحد میں ہی ایک ایسا فرد ہوں جو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے میں کامیاب ہوا ہوائی جہاز میں سفر کرنے والی بات اس وقت سچی ثابت ہوئی جب میں پی ایچ ڈی کی ڈگری کے حصول کے لئے 1958ء میں امریکہ گیا باقی رہی روحانیت تو میری جو روحانیت ہے وہ آپ سب کے سامنے ہے یہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے حبیب پاک ﷺ کے کرم کی وجہ سے اور پیر و مرشد خصوصاً دادا مرشد کی دعا سے ہے میری اپنی محنت کا تو اس میں کوئی حصہ نہیں۔

1949ء میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے آپ نے پنجاب ایگریکلچر کالج لائل پور (فیصل آباد) میں داخلہ لیا اور 1955ء میں ایم ایس سی زرعی معاشیات کی ڈگری امتیازی حیثیت سے حاصل کی اور اسی سال اپنے ہی شعبہ میں بطور انسٹریکٹر ملازمت کا آغاز فرمایا۔ دوران ملازمت مزید اعلیٰ تعلیم کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے دو سال کے لئے تعلیمی وظیفہ ملا اور آپ 1958ء میں پی ایچ ڈی کی تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے امریکہ روانہ ہو گئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں پی ایچ ڈی کی ڈگری کے حصول کے لئے امریکہ کی ریاست OHIO گیا اور OHIO-STATE یونیورسٹی میں داخلہ لیا جو کہ دنیا کی بڑی یونیورسٹیوں میں سے ایک ہے۔ اس وقت بھی وہاں تمام دنیا سے آئے ہوئے تقریباً ساٹھ ہزار طلباء زیر تعلیم تھے۔ یونیورسٹی شیڈول کے مطابق پی ایچ ڈی کی ڈگری کی مدت اگرچہ تین سال مقرر ہے لیکن کوئی بھی طالبعلم اس یونیورسٹی

سے چھ سات سال سے پہلے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل نہیں کر پاتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں نے دو سال میں ہی یہ ڈگری حاصل کر لی جبکہ ایم ایس سی ہونے کی بنا پر ایک سال کی رعایت مجھے مل گئی تھی اور میرے گروپ کے دوسرے طلباء جو میرے ساتھ ہی پی ایچ ڈی کرنے گئے تھے وہ سب صرف ایم سی کر کے ہی واپس آئے۔ یوں میرے اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کی اس پیر صاحب کی پیشنگوئی درست ثابت ہوئی۔

نصابی اور غیر نصابی دو الگ الگ شعبہ جات ہیں اور ہر ذی فہم شخص یہ جانتا ہے کہ جو طالبعلم نصابی سرگرمیوں میں لائق قابل اور محنتی ہونے کے باعث نمایاں مقام حاصل کرتا ہے وہ ہمہ وقت مطالعہ میں ہی مگن رہتا ہے اور خوب سے خوب تر کی تلاش میں رہتا ہے اسے کھیل کود میں حصہ لینے کا وقت ہی نہیں ملتا اور اس کے برعکس اگر کوئی طالبعلم غیر نصابی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہے اور اپنا نام پیدا کرتا ہے تو وہ اپنی تمام تر توجہ تعلیم پر نہیں دے سکتا اور کئی سال کے بعد بھی معمولی درجہ میں کامیابی حاصل کرتا ہے لیکن حضرت صاحب نے اپنی خداداد ذہانت کا لوہا نہ صرف تعلیمی میدان میں ہی منوایا بلکہ غیر نصابی سرگرمیوں میں بھی خوب نام پیدا کیا۔ زرعی کالج کے طالبعلمی کے زمانہ میں آپ ہاکی کے نامور کھلاڑی شمار ہوتے تھے اور کالج کی نمائندہ ٹیم کی طرف سے کھیلتے رہے اور کئی ایک انعامات جیتے۔ ہاکی آپ کی تعلیم میں کوئی رکاوٹ نہ بن سکی اور کئی ایک تعلیمی انعامات اور اسناد بھی حاصل کیں۔ لہٰذا نصابی اور غیر نصابی سرگرمیوں میں اعلیٰ کارکردگی کی بنا پر سال 53-1952ء میں آپ نے

زرعی کالج کا ''ہمہ جہت بہترین طالبعلم'' (All Round Best Student) ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ آپ اپنے ٹیٹوریل گروپ کے صدر بھی رہے جو کہ بحیثیت طالبعلم ایک اعزاز ہے۔ المختصر تعلیم ہو یا کھیل کا میدان ہر طرف آپ نے ایک بلند مقام حاصل کیا۔ یہ آپ کی انفرادیت کا مظہر ہے۔

آپ فرمایا کرتے ہیں کہ ''یہ اللہ تعالیٰ کی خاص مہربانی اور نبی اکرم ﷺ کی کرم نوازی ہے کہ خوش خطی انگریزی اور ریاضی میں مجھے کبھی کسی سے کوئی راہبری لینے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ ان میں میرا کوئی استاد نہیں یہ تینوں از خود مجھے آ گئی ہیں اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں کہ اصل محرک و فاعل تو حضور نبی اکرم کی ذات اقدس ہے وہ جو چاہیں جب چاہیں جسے چاہیں عطا فرما دیں۔

1961ء میں آپ چار سال کے لئے پلاننگ کمیشن گورنمنٹ آف پاکستان کراچی کے ایگریکلچر ونگ میں بحیثیت اسٹنٹ چیف مقرر ہوئے۔ 1964ء میں آپ کو ایسوسی ایٹ پروفیسر اور 1975ء میں پروفیسر کے عہدہ پر ترقی دے دی گئی اور آپ ڈین فیکلٹی آف زرعی معاشیات مقرر ہوئے اور وقفہ وقفہ سے یونیورسٹی قوانین کے مطابق بہت دیر تک اس عہدہ پر فائز رہے اسی دوران آپ پانچ سال کے لئے زرعی رابطہ بورڈ کے سیکرٹری بھی نامزد ہوئے۔ ملازمت کے دوران یونیورسٹی کے اعلیٰ اداروں سینڈیکیٹ اور سینٹ کے رکن بھی منتخب ہوتے رہے آپ طویل عرصہ تک اساتذہ کی تنظیم Staff Association Academic کے صدر بھی رہے نہ صرف یہ بلکہ یونیورسٹی فنانس کمیٹی کے سرکردہ رکن بھی آپ کئی سال تک رہے

اور فنانس کو مستحکم کرنے میں آپ کی آراء کو ہمیشہ حتمی اور قابل قدر محسوس کرتے ہوئے ان پر عمل کیا گیا۔ پیچیدہ اور دقیق مسائل کو حل کرنے میں ہمیشہ آپ کی راہبری پر انحصار کیا گیا۔ زرعی معاشیات کی بہت ساری سکیمیں آپ کی زیر نگرانی ہی کامیابی سے ہمکنار ہوئیں۔ آپ زرعی معاشیات کے Best Planner ہیں اور آپ کو ان میں بہترین مہارت و تجربہ حاصل ہے ملازمت کے دوران کئی دوسرے کلیدی عہدوں پر فائز رہنے کے بعد مئی 1993ء میں آپ ڈین فیکلٹی زرعی معاشیات کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ آپ کا شمار نہایت ہی کامیاب اساتذہ میں ہوتا ہے۔ آپ کی ان تھک محنت اور کوششوں سے زرعی معاشیات کو جو فروغ ملا اس میں آپ کا نام بڑی دیر تک زندہ رہے گا۔

ملازمت کی بھاری ذمہ داریوں کے باوجود آپ طلباء میں اسلامی تشخص کو اجاگر کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہے اور اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے طلباء کی فلاح و بہبود کی مختلف انجمنوں کے اہم رکن رہے اور تا حال بڑی سرگرمی اور دلچسپی سے حصہ لیتے ہیں۔

خلیفہ حضرت قبلہ محمد افضل صاحب جو ان دنوں سٹیٹ بنک آف پاکستان کراچی میں بحیثیت جوائنٹ ڈائریکٹر تعینات ہیں وہ آپ کے ہونہار شاگردوں میں سے ہیں۔ وہ حضرت صاحب سے متعلق فرماتے ہیں کہ ”آپ کی طبیعت میں دو چیزیں شروع سے ہی تھی (1) نرمی و سادگی (2) عجز و انکساری ان دونوں خوبیوں کی وجہ سے آپ اساتذہ اور طلباء و طالبات میں بہت معزز محبوب اور مقبول تھے۔ خوئے نئے

نوازی ان کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔اساتذہ وطلباء ہر دو کی مدد بڑی خندہ پیشانی سے فرمایا کرتے تھے۔تحقیق کے مسئلہ پر جب بھی کبھی کوئی مشکل پیش آتی تھی تو یہ اساتذہ ہوں یا طلباء سب آپ کی طرف ہی رجوع کرتے تھے۔طلباء و طالبات کے ساتھ آپ کا رویہ ایک بہترین دوست اور شفیق استاد کی طرح ہوتا تھا۔ دفتر ہو یا گھر آپ کے دروازے ہر وقت طلباء کے لئے کھلے رہتے تھے۔آپ نہ صرف تعلیمی میدان میں ان کی رہنمائی اور مدد فرماتے تھے بلکہ تعلیمی فراغت کے بعد ان میں سے اکثر کی ہر ممکن مدد اور کوشش کر کے ملازمت بھی دلواتے تھے۔نتیجتاً آپ کی عزت اور قدر و منزلت اساتذہ وطلباء کے دلوں میں نقش ہو جاتی تھی۔

آپ انجمن اساتذہ پاکستان کے اعلیٰ ادارہ مجلس شوریٰ کے چیئرمین اور صدر بھی رہے۔ پروفیسر محمد یوسف صابر صاحب شعبہ اردو گورنمنٹ اسلامیہ کالج فیصل آباد فرماتے ہیں کہ ''ڈاکٹر صاحب مدظلہ العالی نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے زندگی کے ہر شعبہ کو فیض یاب کیا ہے۔ان کی روحانی، اخلاقی علمی و عملی تربیت کا چشمہ ہمہ وقت جاری وساری رہتا ہے۔زرعی یونیورسٹی کے قیام کے زمانہ میں ان کا اساتذہ کے شعبہ سے براہ راست تعلق تھا۔اس لئے انہوں نے اس طبقہ کی تربیت کی طرف خصوصی توجہ فرمائی 1982ء میں فیصل آباد میں انجمن اساتذہ پاکستان کا قیام عمل میں لایا گیا تو نہ صرف ڈاکٹر صاحب خود اس میں شامل ہوئے بلکہ اپنے متوسلین کو بھی اس میں شامل ہونے کی ترغیب دلائی۔ چنانچہ وہ خود انجمن اساتذہ پاکستان فیصل آباد شہر کے صدر منتخب ہوئے اور ان کے حلقہ ارادت سے تعلق رکھنے والوں میں سے پروفیسر ڈاکٹر محمد اختر چیمہ

صاحب فیصل آباد شہر کے نائب صدر اور پروفیسر محمد صدیق صاحب ضلع فیصل آباد کے صدر چنے گئے۔

26 جنوری 1984ء کو انجمن اساتذہ پاکستان کا مرکزی سالانہ کنونیشن گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول بھاٹی گیٹ لاہور میں منعقد ہوا جس کی پہلی نشست کی صدارت ڈاکٹر صاحب نے فرمائی آپ نے اپنے خطبہ صدارت میں فرمایا ''انجمن اساتذہ پاکستان وقت کی اہم ترین آواز ہے اس پر تمام اساتذہ کو لبیک کہنا چاہیے داتا گنج بخشؒ نے فرمایا کہ جس نے زمانہ حال میں کچھ نہ کیا اور ہاتھ دھرے بیٹھا رہا اس کا ماضی اور مستقبل دونوں تباہ ہو جاتے ہیں اس لئے ہم تمام لوگوں کو آج سے ہی انجمن میں فعال سے فعال تر ہو جانا چاہیے اس راہ میں بہت سی رکاوٹیں اور مشکلات پیش آسکتی ہیں لیکن اگر نیت ٹھیک ہو اور اہل اللہ کی صحبت اور اتباع اختیار کرلی جائے تو منزل تک رسائی آسان ہو جاتی ہے لہٰذا تمام اساتذہ کو کسی نہ کسی اہل اللہ کے دامن سے ضرور وابستہ ہو جانا چاہیے کیونکہ

؎ ترا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

عشق مصطفیٰ ﷺ سے تمام مرحلے بڑی آسانی سے طے ہو جاتے ہیں۔

عظمت مصطفیٰ ﷺ کو تسلیم کرنا ہی دراصل اسلام کی روح اور بنیاد ہے اور یہ بات ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ عظمت مصطفیٰ ﷺ کے سامنے سر تسلیم خم کرنے والے ہی عظیم بنتے ہیں اور انجمن اساتذہ پاکستان یہی پیغام عام کرنا چاہتی ہے کہ عظمت مصطفیٰ ﷺ کو مانیئے عظیم بن جایئے ڈاکٹر صاحب کے خطبے کا آخری جملہ عظمت مصطفیٰ ﷺ کو مانیئے عظیم بن جایئے نہ صرف ان کے خطبہ صدارت بلکہ پورے کنونیشن کی جان قرار پا گیا۔ بقول اقبالؒ۔

جو بات دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

ڈاکٹر صاحب کے دل کی گہرائیوں سے نکلنے والے یہ کلمات براہ راست دلوں میں اتر گئے اور انہیں اس قدر قبولیت ملی کہ وہ انجمن اساتذہ پاکستان کا بنیادی نعرہ اور موٹو قرار پا گیا۔ اسی کنونیشن میں ڈاکٹر صاحب کو انجمن اساتذہ پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کا متفقہ طور پر چیئرمین منتخب کرلیا گیا۔ یہ عہدہ انجمن اساتذہ پاکستان کا سب سے بڑا آئینی عہدہ ہے اس عہدے پر آپ مسلسل کئی سال تک فائز رہے۔

آپ کا فیض نہ صرف تعلیمی درسگاہوں تک ہی محدود رہا بلکہ ان اداروں سے باہر بھی آپ نہ صرف طلبا بلکہ طالبان حقیقت و معرفت کو صراط مستقیم پر گامزن کرنے اور ان کے قلوب کو عشق مصطفیٰ ﷺ سے منور کرنے میں بھی جو کردار ادا کررہے ہیں۔ وہ کسی سے مخفی نہیں۔ ایسے ہی کارواں کی انجمن تنظیم گلشن روحانیت رجسٹرڈ پاکستان کے آپ صوبائی نائب صدر بھی ہیں اور انجمن رحمانیہ رجسٹرڈ گوجرہ شریف کے صدر بھی رہے ہیں۔

حلیہ مبارک

آپ میانہ قد دبلا پتلا لیکن صحت مند جسم کے مالک ہیں۔ فراخ پیشانی، ہلکے خمیدہ سیاہ گھنے ابرو، متوازن مژگاں، صاف چمکدار قدرے پرنم آنکھیں، ہلکا قدرتی گلابی رنگ لئے ہوئے ہونٹ، سفید چمکدار بہترین ترتیب دیئے ہوئے، وجیہہ السیماء صورت لئے ہوئے ہیں کہ جو ایک بار دیکھ لے تو بس پھر انہیں کا ہی ہو جائے۔

پیرزادوں کے عام روائتی لباس کلاہ ودستار جبہ کھسہ سے بے نیاز یہ سادگی کے پیکر الفقر وفخری کے مظہر ظاہری ٹھاٹھ باٹھ سے بیگانہ سر پر معمولی سفید کپڑے کی ٹوپی پر ڈھیلے طرز میں لپٹا ہوا سفید رومال کہ کنارے پر سیاہ وسفید زلفیں جھانکتی ہوئی۔ شیروانی وجبہ کی جگہ بغیر استری کئے ہوئے سادہ کپڑے کا کرتہ، کریز دار سفید چمکتی ہوئی شلوار کی بجائے سبز وسفید رنگوں سے مزین چھوٹی ڈبی کی عام سوتی دھوتی، پاؤں میں نسواری جراب پر چمکدار تلہ سے مزین کھسہ کی بجائے عام موٹی نائیلوں کی سادہ سی چپل پہنتے ہیں۔ کرتہ اور شلوار بھی زیب تن فرماتے ہیں۔ انگریزی کالر والی قمیض کبھی استعمال نہیں فرماتے۔ گرمیوں میں پتلا ململ کا بغیر استری کیا ہوا کرتہ بھی استعمال فرماتے ہیں۔ موقعہ کی مناسبت سے جناح کیپ اور پشاوری سیاہ چپل بھی پہنتے ہیں۔ لباس کے استعمال میں سنت نبوی ﷺ کا خاص خیال رکھتے ہیں۔ موسم سرما میں احتیاط اتنی کہ اکتوبر سے ہی موزے اور گرم چادر کا استعمال شروع کر دیتے ہیں اپریل تک جاری رہتا ہے۔ ضرورت سے زائد کپڑے نہیں سلواتے کرتہ اور شلوار میں کسی خاص رنگ کی تخصیص نہیں فرماتے۔

خوارق وعادات

آپ نہایت متین، خلیق، رحم دل اور نرم خو ہیں، خدا داد فہم وادارک کے مالک، متحمل مزاج، عاقبت اندیش، بلند فکر ونظر، سلیم الطبع اور ذہن رسا رکھتے ہیں۔ خود اعتمادی اتنی کہ جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ فرماتے ہیں تو پہلے اس سے متعلق خوب غور وفکر کر کے اس کے نتائج وعواقب کو اچھی طرح جانچ لیتے ہیں۔ صائب الرائے

اصحاب سے مشورہ بھی کر لیتے ہیں۔ حاجت مندوں کی حاجت روائی لوگوں کی نظروں سے چھپ کر کرتے ہیں۔ ریا کاری اور ظاہر داری کے لئے کوئی کام نہیں کرتے۔ وسعت قلبی، فیاضی اور درگزر آپ کے مزاج کا حسن ہے۔ رقیق القلب ہیں۔ اہل خانہ کے لئے نہایت شفیق، اہل محلّہ کے لئے بہترین رفیق، حسن سلوک ایسا کہ عوام الناس کی بھلائی کے لیے اپنے کسی نقصان کی بھی پرواہ نہیں، کبھی کسی کو طعن و تشنیع نہیں فرمایا نہ کبھی اپنی ذات کے خلاف کسی سے ہونے والی زیادتی یا وعدہ خلافی کو جتلایا، غصہ کے آثار کبھی رخ انور پر دیکھنے میں نہیں آئے۔ پردہ پوشی شعار ہے۔ تبسم زیرلب فرماتے ہیں کبھی قہقہہ نہیں لگایا اپنا کام بدست خود کرنا پسند فرماتے ہیں۔ روزمرہ کے معمولات افعال و گفتار میں سنت نبی ﷺ کو مقدم رکھتے ہیں۔ سنت کے خلاف کوئی عمل نہیں کرتے۔ خوراک و طعام بہت قلیل اور متواز ن ہے۔ فرمایا کرتے ہیں کہ ''کھانے کے لئے نہ جیو بلکہ جینے کے لئے کھاؤ، کم کھانا، کم سونا، کم بولنا پر عمل پیرا ہیں عام گدی نشینوں کی طرح نذرانہ قبول نہیں فرماتے بالخصوص نقدی کی صورت میں ہرگز نہیں لیتے فرمایا کرتے ہیں۔ کہ ''جہاں روپیہ پیسہ کا لالچ آجاتا ہے وہاں فساد برپا ہوجاتا ہے اور روحانیت جاتی رہتی ہے۔'' پرہیزگاری مدنظر رہتی ہے۔ تحائف کا شوق نہیں بلکہ منع فرمایا کرتے ہیں کہ اس سے فقر کے منہ کو دنیا لگنے کی ابتدا ہو جاتی ہے جو پھر بتدریج لالچ اور طمع میں بدل جاتی ہے۔

گھریلو پالتو جانور رکھنے کی عادت شریفہ ہے۔ دو تین بھینسیں ہر وقت آستانہ عالیہ پر موجود رہتی ہیں۔ ان کی مکمل نگہداشت پرداخت خود فرماتے ہیں

جانوروں سے بہت شفقت و پیار سے پیش آتے ہیں۔خوش نصیب ہیں وہ جانور جن کو ایک ولی اللہ کا قرب نصیب ہوتا ہےاوراس کے باعث جنت کے حقدار بن جاتے ہیں اصحاب کہف کے کتے کی مثال کئی دوسرے صاحب نسبت جانوروں کی نمائندگی کرتی ہے۔

اندرون شہر آمدورفت کیلئے خاص سواری کا انتظام نہیں فرماتے پیدل چلنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے سائیکل پر بھی اگر کسی کے ساتھ بیٹھنا پڑے تو ذراسی بھی جھجک نہیں سادگی کی اس سے زیادہ اور کیا مثال ہوگی۔کسی کی اصلاح کرنے کا طریقہ بھی ایسا ہے کہ کوئی شخص جس کی اصلاح کی جارہی ہے ذراسی بھی خفت محسوس نہیں کرتا۔

ایک واقعہ عرض کرتا ہوں کہ حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ تشریف فرما تھے کہ ایک ضعیف آدمی نے آپ کے سامنے وضو کیا وضو اصلاح طلب تھا۔اب دونوں شہزادوں جنت کے نوجوانوں کے سرداروں نے اس بزرگ آدمی سے کہا کہ دیکھئے ہم دونوں وضو کرتے ہیں آپ بتانا کہ کس کا وضو کامل ہے دونوں شہزادوں نے وضو کیا اور وہ بزرگ آدمی دیکھتا رہا وضو کی تکمیل کے بعد وہ شخص بولا کہ اے میرے نبی ﷺ کے نواسو تم دونوں کا وضو درست ہے میرا اپنا ہی وضو ناقص ہے لہٰذا اس آدمی نے اپنے وضو کی اصلاح کر لی۔سبحان اللہ سمجھانے کا طریقہ دیکھئے کچھ ایسی ہی صورت حضرت صاحب دامت برکاتہ العالیہ کی بھی ہے پروفیسر محمد اسلم سجاد قادری صاحب فرماتے ہیں ”میرا عمر بھر کا دستور رہا ہے کہ پڑھنے یا پڑھانے کیلئے

تعلیمی ادارے میں پیدل ہی آتا جاتا ہوں پھر اتفاق ایسا ہوا کہ چند دنوں سے کچھ شاگردوں نے جو سر راہ مل جاتے تھے سائیکل پر ساتھ چلنے کی پیشکش کرتے تو میں رسمی طور پر شکریہ ادا کر کے معذرت کر لیتا لیکن ذہن میں یہ خیال آتا کہ سائیکل پر سوار ہو کر اور بالخصوص کسی طالبعلم کے پیچھے بیٹھ کر جانا اچھا نہیں بلکہ یہ میری شان کے خلاف ہے۔ان دنوں میرے ذہن میں بار بار بڑی شدت سے یہ سوال ابھرتا رہا کہ سائیکل کی سواری میری شایان شان نہیں۔اس سے تو پیدل چلنا زیادہ بارعب ہے۔ ذہن تقریباً ہر وقت اسی مسئلہ میں الجھا رہتا۔ایک روز اچانک ایک بزرگ کسی موٹر سائیکل سوار کے ساتھ آئے میری رہائش گاہ پر اترے اور موٹر سائیکل والے صاحب کو رخصت کر دیا اور خود میرے پاس تشریف لے آئے یہ حضرت قبلہ ڈاکٹر علی محمد چوہدری صاحب تھے۔حضرت صاحب سے تعارف اور چند ملاقاتیں تو تھیں مگر ایسے مراسم نہ تھے کہ بخاطر مروت اس طرح میری عزت افزائی ہوتی میں نے سوچا کہ کوئی خاص حکم ہوگا جس کی بنا پر یہ کرم فرمائی ہوئی ہے ورنہ مجھے بلا لیا ہوتا میں ابھی اس تصور میں تھا کہ حضرت صاحب نے جیسے میرے دل کی بات بوجھ لی ہو فرمایا ’’بس ملنے کو جی چاہا تو چلا آیا‘‘ میں ذرا چائے وغیرہ کے لئے اندر گیا میرا ایک بہت پرانا دیہاتی شاگرد سائیکل پر مجھے ملنے کے لئے آیا بیٹھا تھا میں واپس آیا تو دیکھا کہ ڈاکٹر صاحب نے اس سے مراسم بڑھا لئے تھے اور اس کو اپنے قریب بٹھا لیا تھا۔بوقت رخصت فرمایا اجازت ہو تو میں آپ کے شاگرد کو ساتھ لے چلوں۔ میں نے عرض کی بصد شوق۔مگر جائیں گے کیسے؟ میں رکشہ منگوا لیتا ہوں فرمایا جانے کا انتظام ہے۔ میں حیران تھا کہ کیا انتظام

ہے۔میری آنکھوں نے عجیب منظر دیکھا میرے دیہاتی شاگرد نے اپنی سائیکل پکڑی اور ڈاکٹر صاحب اچھل کر اس سائیکل پر سوار ہو گئے اور سوئے منزل روانہ ہو گئے آپ کی تشریف لے جانے کے بعد اچانک خیال آیا کہ حضرت صاحب یونہی نہیں آئے تھے بلکہ ارے نادان اور نالائق یہ تو تیرا ذہن صاف کرنے اور تجھے سبق سکھانے آئے تھے کہ سائیکل کے کیرئر پر کسی کے پیچھے بیٹھنا تیرے لئے باعث توہین ہوگا لیکن میری طرف دیکھو کہ مجھے اس میں سے کوئی عار نہیں آتی۔ یقیناً روحانی لوگوں کا ذریعہ معلومات اور طریق اصلاح ایسا ہوتا ہے جو عام دنیا داروں کے لئے عجیب اور ناقابل فہم ہوتا ہے۔

بلا شبہ آپ سواری کے محتاج نہیں تاہم حضرت خلیفہ غلام محی الدین صاحب خوش قسمت ہیں کہ حضرت صاحب اکثر انکی معیت میں کار میں سفر کرتے ہیں شہر فیصل آباد میں اکثر و بیشتر محافل میلاد النبی ﷺ کا انعقاد تقریباً ہر کونے میں ہوتا رہتا ہے اور حاجی غلام محی الدین صاحب ہی حضرت صاحب کی ہم رکابی کا شرف حاصل کرتے ہیں اور حاجی صاحب خود فرمایا کرتے ہیں کہ ''بھئی میں تو حضرت صاحب کا ڈرائیور ہوں''

طرز بیان

عام طرز گفتگو پنجابی لیکن خطاب میں اردو اور پنجابی کا حسین امتزاج ہوتا ہے۔ کسی نکتہ کے صحیح مفہوم کی ادائیگی کے لئے انگریزی اور فارسی کے الفاظ و محاورات بھی استعمال فرماتے ہیں۔ مسحور کن لہجہ اور نہایت دھیمی آواز میں کلام فرماتے

ہیں۔ کسی موضوع کا تسلسل نہیں ہوتا بلکہ محفل میں جو نعت خوانی ہوتی ہے اس میں سے نقاط نوٹ فرما لیتے ہیں اور انہیں کے بارے میں رشاد فرماتے ہیں جن سے واقعات گو کہ مختلف ہوتے ہیں لیکن ان میں اس طرح سے ربط روا رکھتے ہیں کہ ایک مسلسل مضمون محسوس ہوتا ہے۔ زبان میں اتنی سادگی اور شیرینی ہوتی ہے کہ سامعین کی توجہ صرف آپ کی ہی طرف مرکوز رہتی ہے۔ بعض مواقع پر ایسے محسوس ہوتا ہے کہ مسلسل آمد ہو رہی ہے۔ واقعات کیسے بھی بیان ہو رہے ہوں لیکن ہر واقعہ کی نسبت عشق مصطفیٰ ﷺ سے مربوط ہو جاتی ہے۔ صحابہ کرامؓ اور اولیا عظامؒ کے واقعات اس اندا ز میں بیان فرماتے ہیں کہ ان کی اصل اور حقیقت میں نسبت رسول ﷺ ہی موجزن ہوتی ہے۔ آپ کے سارے خطاب کا محور صرف حضور نبی کریم ﷺ کی ذات طیبہ اور عشق مصطفیٰ ﷺ ہی ہوتا ہے فی البدیہہ تقریر فرماتے ہیں اور اس میں فارسی اردو کے اشعار بھی استعمال کرتے ہیں۔ مولا رومیؒ، مولانا جامیؒ، مولانا سعدیؒ، علامہ اقبالؒ اور مجدد دین وملت حضرت احمد رضا خان صاحب بریلویؒ سے متاثر ہیں اور انہیں کے اشعار ذوق وجذبہ سے پڑھتے ہیں۔

حضرت جلوآئیؒ کا شعر

کچھ اور مانگنا میرے مشرف میں کفر ہے

لا اپنا ہاتھ دے میرے دست سوال میں

اکثر پڑھتے ہیں شعر کے دوسرے مصرعہ کو دین کا حاصل تصور کرتے ہیں۔ نعت خوانی پسند ہے اور نعت بڑے انہاک او استغراقی کیفیت میں سماعت فرماتے ہیں۔ ایسی

نعت پسند ہے کہ جس میں حضور نبی کریم ﷺ کی از حد تعریف کی گئی ہو حضرت احمد رضا خان صاحب بریلویؒ کا کلام بہت پسند ہے۔ فلمی گانے کی طرز پر نعت شریف پڑھنے سے منع فرماتے ہیں نعت شریف میں گرہ لگانے کو ناپسند فرماتے ہیں۔

سو کھلیں گے اس کیلئے رحمت کے دروازے
نعت نبی ﷺ جس نے ایک بھی سنی ہوگی

اور اس کا ماخذ یہ حدیث پاک فرماتے ہیں کہ ''ذکر صالحین پر نزول رحمت ہوتی ہے۔'' فرمایا کرتے ہیں کہ نثر ہو یا نظم لیکن ہر موضوع میں پیش نظر عشق مصطفیٰ حضور ﷺ ہی ہونا چاہیے انسان کو ہمہ تن مدح رسول میں رطب اللسان ہونا چاہیے کچھ نعتیہ کلام ایسا ہے کہ اسے بار بار سماعت فرماتے ہیں۔

آپ کی زندگی کی تعلیمات کا محور عشق مصطفیٰ ﷺ ہے اسی کے حصول کا درس دیتے ہیں اسی عنوان پر ہمیشہ کلام فرماتے ہیں اور اسی عنوان کو سننا بھی پسند ہے اسی کی آرزو رکھتے ہیں اسی کی جستجو میں رہتے ہیں جہاں کہیں عشق مصطفیٰ ﷺ کی بات آتی ہے تو فوراً چہرے پر شگفتگی و تازگی کے آثار ظاہر ہوتے ہیں کہ جیسے زندگی کا ماحصل مل گیا ہو۔

آپ حدیث نبوی کہ اَللّٰہُ مُعطِیُ وَاَنَاقَاسِمُ اللہ تعالیٰ مجھے ہی عطا فرمانے والے ہیں اور میں ہی تقسیم کرنے والا ہوں کو بنیاد بنا کر حضور نبی کریم ﷺ کو ہر چیز کے مالک و مختار گردانتے ہیں کہ ہر شے ان کے وسیلہ سے ہی ملتی ہے براہ راست اللہ تعالیٰ عطا نہیں فرماتے اپنے حبیب پاک ﷺ کے توسط سے ہی دیتے ہیں کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وَابتَغُو اِلَیہِ الوَسِیلَۃَ اس کے لئے وسیلہ پکڑو۔

منقبت حضور سرکار غوث الاعظمؒ بھی شوق سے سماعت فرماتے ہیں۔ بالخصوص وہ کلام جو اعلحضرت احمد رضا خاں صاحب بریلویؒ نے سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی قطب ربانی کی شان میں کہا ہے آپ فرماتے ہیں کہ آج (1995ء) سے کوئی بارہ سال قبل مجھے یہ بہت خیال آیا کرتا تھا کہ کاش حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کے مزار پاک سے ایک چادر مجھے مل جائے۔ چند یوم گزرے تھے کہ ایک صاحب تشریف لائے اور ایک چادر مجھے دیتے ہوئے کہا کہ "یہ چادر حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کے مزار پاک سے آپ کے لئے آئی ہے" وہ چادر اب بھی میرے پاس موجود ہے۔ یہ ہمارے مرشد کریم کی حضرت سرکار غوث الاعظمؒ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے والہانہ محبت و پیار کی دلیل ہے۔

آپ محفل میلاد کا بہت شوق رکھتے ہیں فرمایا کرتے ہیں کہ ایسی محفل جس میں حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر خیر ہو اس میں سے نور اور خوشبو نکلتی ہے جو شرکاء محفل کی نجات کا باعث ہے۔ ایسی محفل باعث ثواب ہوتی ہے۔ لیکن اگر کسی محفل میں حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر نہ ہو یہ محفل باعث عذاب بھی بن جاتی ہے۔

دعائیہ کلمات

ہر محفل کے آخر پر دست بستہ کھڑے ہوکر درودو سلام بحضور سرور کونین ﷺ پیش ہوتا ہے اور بعدش آپ نہایت مختصر دعا فرماتے ہیں جس میں درود شریف پڑھتے ہیں۔

مکمل دعا یہ دو اشعار ہیں۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دھر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کردے
یا محمد ﷺ از تو مے خواہم خدارا
خدایا از تو عشق مصطفیٰ ﷺ را

فرمایا کرتے ہیں کہ ان اشعار کے بعد پھر کیس دوسری حاجت کے طلب کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

بیعت

بیعت سے متعلق فرمایا کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے پر خاص کرم کرنے کو آتا ہے تو اسے کسی شیخ کامل کی نسبت عطا فرما دیتا ہے۔ اپنی بیعت سے متعلق ارشاد فرمایا ''یہ 1974ء کی بات ہے۔ زرعی یونیورسٹی میں میرا ایک شاگرد محمد افضل نامی ایم ایس سی کلاس کا طالبعلم تھا۔ وہ تیز طرار، شوخ مزاج، حاضر جواب لڑکا تھا۔ لیکن چند روز میں اس میں اچھی خاصی تبدیلی آ گئی۔ داڑھی رکھ لی۔ کم گوئی اختیار کر لی مزاج میں سنجیدگی آ گئی عادات بدل گئیں۔ میں نے اس سے اس اچانک تبدیلی سے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا کہ ''میں نے ایک شیخ کامل کی بیعت کر لی ہے۔ ''میں نے اس سے کہا کہ اپنے شیخ سے مجھے ملاؤ تو وہ مجھے اپنے پیر خانے گوجرہ شریف میں لے گیا۔ حضرت صاحب پیرومرشد صوفی باصفا حضرت صوفی محمد شریف صاحب خلیق دامت برکاتہ العالیہ تشریف فرما تھے۔ چند احباب موجود تھے درپیر صاحب قبلہ ارشاد فرما رہے تھے۔ بڑی خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ محمد افضل نے میرا تعارف کرایا

تو بہت خوش ہوئے۔ ہم بھی سامعین میں بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد ہماری طرف متوجہ ہوئے اور حال احوال پوچھا۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت صاحب یہ تقویٰ کیا چیز ہے اور کس طرح سے آتا ہے۔ یہ ظاہری باطنی احوال میں تبدیلی کیونکر آجاتی ہے حضرت صاحب ذرا مسکرائے اور حاضرین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ انہی سے پوچھ لیں کہ یہ یہاں کیسے آئے اور کیا ان میں تبدیلی آئی۔ اسی محفل میں ایک شخص (ب۔ا) بھی بیٹھا ہوا تھا میں نے اسی سے پوچھا کہ کیا آپ یہاں بیعت ہیں تو اس نے اپنی کہانی کچھ اس طرح سنائی۔

فیصل آباد زرعی یونیورسٹی کے گیٹ کے سامنے میرا چائے کا ہوٹل ہے۔ لیکن اندرون خانہ میں عورتوں کا کاروبار کرتا تھا۔ جسے عام زبان میں ٹیکسی چلانا بولا جاتا ہے کہ ان میں سے ایک لڑکی سے مجھے عشق ہو گیا میں نے اسے شادی کی دعوت دی لیکن اس نے مجھے یہ کہہ کر رد کر دیا کہ تو خود ہمارے پیسے پر پل رہا ہے میں تیرے ساتھ کیسے نکاح کر لوں لیکن میں اس کی محبت میں اتنا گرفتار ہو گیا کہ ہر وقت اسے حاصل کرنے کے ہی منصوبے بناتا رہتا۔ میرے ہوٹل پر زرعی یونیورسٹی کے طلبا چائے پینے آتے تھے اور ان میں سے کئی اس عورتوں کے کاروبار میں میرے گاہک بھی تھے۔ میں نے ان سے بھی بات کر دی۔ کسی نے مشورہ دیا کہ اس لڑکی کو تعویذ پلا دو تو یہ مان جائیگی۔ یہ تعویذ حاصل کرنے کی غرض سے مجھے ایک لڑکا حضرت صاحب کے پاس لے گیا آپ ان دنوں رینالہ خورد میں اسٹیشن ماسٹر تھے میں جب رینالہ خورد پہنچا تو حضرت صاحب قبلہ ارشادات فرما رہے تھے۔ مجھے تو اپنے کام کی جلدی تھی میں چاہتا

تھا کہ حضرت صاحب گفتگو ختم کریں تو میں اپنے مدعا اور حاضری کا مقصد بیان کروں میں چند منٹ وہاں محفل میں بیٹھا۔ حضرت صاحب نے دوران گفتگو میری طرف دو تین دفعہ توجہ سے دیکھا تو میرے دل سے اس عورت کی محبت آہستہ آہستہ ختم ہونے لگی اور خیال آنے لگا کہ وہ تو طوائف ہے۔ کنجری ہے، گندی ہے، ہرجائی ہے، فاحشہ ہے۔ کیا تو اس سے شادی کرے گا۔ یہ خیالات بڑھتے گئے اور اس لڑکی کی محبت دل سے نکلتی گئی یہاں تک کہ میرے دماغ کی دیوانگی جاتی رہی اور اس لڑکی کی طرف سے ذہن بالکل صاف ہو گیا۔ ادھر حضرت صاحب نے ارشادات ختم کئے تو میری طرف توجہ فرمائی اور پوچھا کہ کیسے آنا ہوا کیا کوئی مسئلہ ہے؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں سرکار کوئی مسئلہ نہیں ہے آپ مجھے بیعت فرمالیں۔ آپ نے نہایت مہربانی فرمائی اور مجھے بیعت فرمالیا۔ سبق اسباق دیئے ذکر سکھایا۔ بڑے قبرستان میں جو مسجد ہے جہاں نماز جنازہ پڑھتے ہیں میں اس مسجد میں تہجد کی نماز کے بعد گھنٹوں ذکر کیا کرتا۔ عورتوں کے مکروہ کاروبار سے توبہ کر لی اور مرشد کریم کی نگاہ عنایت سے اب میری یہ حالت ہے کہ مجھے سرورکائنات فخر موجودات نبی کریم ﷺ کی ظاہری زیارت نصیب ہو چکی ہے دیگر حاصلات اس کے تابع ہیں'' آپ فرماتے ہیں کہ یہ کہانی سنی تو میرے بھی دل میں تاثیر پیدا ہوئی اور میں نے اپنے پیرومرشد حضرت قبلہ صوفی باصفا شیخ المشائخ پیر صوفی محمد شریف صاحب خلیق دامت برکاتہ العالیہ کے دست اقدس پر بیعت کر لی۔

اپنے پیرخانہ گوجرہ شریف پر آپ کی حاضری کا طریقہ بھی منفرد ہے۔ باہر مین گیٹ پر ہی سے سواری سے اتر جاتے ہیں اور اس دروازے کی دہلیز کی مٹی کو اس

جگہ پر بوسہ دیتے ہیں جہاں سے زائرین گزرتے ہیں اپنے مرشد کریم کی قدم بوسی کرتے ہیں اور جب تک مرشد کریم اشارہ نہیں فرماتے آپ تشریف نہیں رکھتے اور جب تک اجازت نہیں ملتی واپسی کا ارادہ ظاہر نہیں فرماتے از خود اجازت طلب نہیں فرماتے واپسی پر پھر دہلیز کو بوسہ دیتے ہیں اور فرمایا کرتے ہیں کہ

کیمیا پیدا کن از مشتے گلے

بوسہ زن بر آستان کاملے

کسی مرد کامل کے دروازے پر بوسہ دیکر اپنی اس جہنمی مٹی کو اکسیر بنالے یعنی جنتی بنالے۔آپ کے مرشد کریم شیخ المشائخ حضرت قبلہ صوفی محمد شریف صاحب خلیق دامت برکاتہ العالیہ کا روحانی تصرف اور فیوض و برکات کسی سے پوشیدہ نہیں۔اپنے مریدین و متعلقین سے محبت پیار خلوص وشفقت ہر ایک پر عیاں ہیں آپکی کرامات بے شمار ہیں لیکن تبرکاً دو واقعات اس کتاب کی زینت کے لئے درج کرنے کی سعادت حاصل کرر ہا ہوں۔

(غ۔م) بیان فرماتے ہیں کہ ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ پہاڑ کے دامن میں سرسبز وشاداب بہت خوبصورت جنگل کا نظارہ ہے۔ پہاڑ میں ایک غار ہے میں اور میرے بہنوئی جو گولڑہ شریف میں بیعت ہیں ایک ساتھ جارہے ہیں اور غار تک پہنچ جاتے ہیں۔ وہاں لوگوں کا بہت ہجوم ہے کچھ لوگ غار کے اندر جارہے ہیں کچھ باہر آرہے ہیں۔

میرے بھائی صاحب نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے غار کی طرف دھکیلا اور کہا کہ تم بھی اندر

چلے جاؤ میں غار میں داخل ہوا تو اس کے اندر بہت ہی سہانا منظر تھا اور سامنے دیکھا کہ وہاں حضرت پیر صاحب محمد شریف خلیق دامت برکاتہ العالیہ تشریف فرما ہیں۔ سبز چوغہ زیب تن ہے آپ کے چہرہ انور سے بہت نورانی روشنی کی کرنیں پھوٹ رہی ہیں لوگ آپ تک پہنچ کر قدم بوسی کر کے واپس آ رہے ہیں کچھ قدم بوسی کرنے کے لئے جا رہے ہیں میں بھی انہی لوگوں میں شامل ہوں۔ میں حضرت صاحب کی طرف جا رہا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی۔

(ع۔غ) یہ دسمبر 1989ء کے تیسرے ہفتے کی بات ہے کہ جن دنوں میں عمرہ کی ادائیگی کے لئے سعودیہ گیا ہوا تھا اور مدینہ منورہ میں مقیم تھا۔ ایک رات سویا تو بخت جاگ گئے۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ جنت البقیع کی طرز کا میدان ہے جس کی زمین نوکیلے پتھروں (روڑ) والی ریتلی سرخی مائل ہے اس میدان کی چاردیواری موٹے ان گھڑت پتھروں سے تعمیر کی گئی ہے جو تین چار فٹ بلند ہے۔ ان پتھروں کو ٹیپ کیا گیا ہے میدان کا دروازہ آہنی گرل سے بنا ہوا ہے بالکل جیسا کہ جنت البقیع کا ہے ہمارے دادا مرشد پیر طریقت راہبر شریعت شیخ المشائخ ولی کامل صوفی باصفا حضرت محمد شریف خلیق دامت برکاتہ العالیہ چاردیواری سے کوئی پانچ چھ فٹ اندر کھڑے ہیں اور لوگوں کو اشارہ فرما رہے ہیں کہ جلدی جلدی میدان میں داخل ہو جاؤ۔ آپ کے چہرہ انور پر گرد پڑی ہوئی ہے جو لوگوں کی بھاگ دوڑ سے اڑ رہی ہے۔ لباس سفید ہے اور شانے پر سفید رومال ڈالا ہوا ہے۔ سر پر عمامہ نما سفید رومال ہے سارا لباس بھی گرد آلود ہو رہا ہے اور چہرہ پر سخت تھکاوٹ کے آثار ہیں لیکن پھر بھی

از حد مصروف ہیں۔ صاحبزادہ والا شان جناب محمد شفیق صاحب اس طرح کھڑے ہیں کہ آپ کی ایک ٹانگ چار دیواری کے اندر ہے اور دوسری باہر۔ آپ بھی لوگوں کو جلد از جلد داخل ہونے کا اشارہ فرما رہے ہیں۔ لوگ کثیر تعداد میں داخل ہوتے جا رہے ہیں اور ایک دوسرے سے مل کر ایک ہی طرف کو رخ کئے ہوئے پاؤں کے بل بیٹھتے جا رہے ہیں جیسے کسی جلسہ وغیرہ میں اسٹیج کی طرف رخ کئے ہوئے پاؤں کے بل بیٹھے ہوتے ہیں۔ مشکل سے کوئی دس مربع فٹ جگہ باقی بچی ہے کہ میں بھی اس میدان میں داخل ہو کر اپنے دادا مرشد کے قریب بیٹھ جاتا ہوں آپ نہایت ہی شفقت بھری نگاہوں سے میری طرف دیکھتے ہیں اور خوشی محسوس کرتے ہیں۔ اتنے میں حضرت صاحب دادا مرشد کریم دامت برکاتہ العالیہ دست بستہ سر جھکائے باادب خاموش کھڑے ہو جاتے ہیں صاحبزادہ محمد شفیق صاحب مدظلہ العالی بھی خاموش ہو جاتے ہیں۔ دور دور تک ہزاروں کی تعداد میں لوگ سر جھکائے، سانس دبائے بیٹھے ہیں لیکن ایسا سکوت طاری ہو جاتا ہے کہ جیسے کوئی ذی روح موجود نہیں لوگ مٹی کی مورتیاں بنے بیٹھے تھے پھر لمحہ بھر کے بعد ایک غیبی آواز آتی ہے ''جتنے لوگ اس چار دیواری میں ہیں سب کے گناہ معاف'' اس آواز کے ساتھ ہی ہلکی ہلکی ہلچل ہونے لگی۔ عین اس وقت میں نے دیکھا کہ میرا جسم پکی جمی ہوئی برف کی طرح سفید ہو گیا ہے اور اتنا شفاف ہے کہ اس کے آر پار نظر آ رہا ہے۔ ساتھ ہی آنکھ کھل جاتی ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ بیعت سے قبل ہی خواب میں میرے دادا مرشد حضرت پیر نعمت اللہ قریشی دادوی دامت برکاتہ العالیہ عرف ''سائیں بابا'' نے مجھے

زیارت کرادی تھی۔ میں نے ظاہری طور پر حضرت سرکار ''سائیں بابا'' کی زیارت نہیں کی تھی کہ ایک روز ہمیں اطلاع ملی حضرت سرکار ''سائیں بابا'' فیصل آباد تشریف لائے ہیں یہ غالباً ریلوے کالونی کا ایک چھوٹا ساڈی ٹائپ کوارٹر تھا۔ جس میں حضرت صاحب تشریف فرما تھے۔ کوارٹر کے اندر کوئی جگہ نہ تھی لہٰذا اس کے بیرونی دروازے کے باہر لمبی قطار لگی ہوئی تھی۔ ایک ایک کر کے اندر جاتے اور حضرت صاحب کو سلام کر کے باہر آ جاتے تھے۔ میں بھی قطار میں کھڑا ہو گیا۔ مجھ سے کوئی پچاس آدمی آگے تھے۔ دروازے سے اندرون کوارٹر نظر آتا تھا۔ حضرت صاحب سامنے ہی تشریف فرما تھے ان کی نظر مجھ پر پڑی تو مجھے فوراً بلا لیا۔ بہت شفقت فرمائی پیار کیا اور فرمایا ''آپ ڈاکٹر علی ہیں خواب میں ملاقات ہوئی تھی نا۔'' میں نے دست بوسی کی اور آج اپنے خواب کی تعبیر سامنے دیکھ رہا تھا۔ یہ حضرت صاحب قبلہ سائیں بابا کے تصرف کی بات تھی۔

خلافت

خرقہ خلافت کے حصول میں بھی آپ کی انفرادیت نمایاں ہے۔ اپنی سند خلافت سے متعلق فرماتے ہیں کہ حضرت قبلہ سرکار سائیں بابا پنجاب تشریف لائے۔ آپ نے پاکپتن شریف جانا تھا اور مجھے بھی یہ شرف بخشا کہ اپنے ہمراہ کار میں ہی جگہ عطا فرمائی۔ مجھے حضرت سائیں بابا نے اپنے پہلو میں بٹھایا تھا۔ اور میرے مرشد کریم حضرت شیخ المشائخ قبلہ صوفی محمد شریف صاحب خلیق دامت برکاتہ العالیہ کار کی پچھلی نشست پر تشریف فرما تھے۔ راستہ میں حضرت سرکار سائیں بابا رشد و ہدایت کے

ارشادات فرماتے رہے اور اچانک مجھ سے سوال کیا کہ ''یہ جو ذکر فکر آپ کرتے ہیں ان کا کرنا کیا چاہتے ہیں'' میرے ذہن میں دو تین واقعات آ گئے جن کی بناء پر میں نے عرض کیا کہ ''پیر حاصل کرنے کیلئے'' وہ واقعات کیا تھے جنہوں نے اس جواب کے لئے میری رہنمائی فرمائی کہ غار ثور میں ہجرت کے موقع پر جب ہمارے پیشوا حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ تین یوم تک حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر رہے تو آپ ﷺ نے بھی اپنے غلام سیدنا صدیق اکبرؓ سے فرمایا تھا کہ کیا چاہتے ہو تو انہوں نے ہماری ہدایت کے لئے بھی اور اپنے لئے بھی عرض کیا تھا یارسول اللہ ﷺ ''میری آنکھیں ہوں اور آپ کا چہرہ اقدس ہو'' یعنی آپ نے دیدار مصطفیٰ ﷺ کی دائمی آرزو کی تھی دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیجئے کہ آپ نے آقا ﷺ کو ہی مانگ لیا تھا۔ دوسری بات جو میرے ذہن میں آئی کہ بادشاہ محمود غزنویؒ نے دنیا کی مختلف چیزیں جو میسر آسکتی تھیں وہ ایک جگہ رکھیں اور اپنے وزراء۔ امراء کو حکم دیا کہ اپنی اپنی پسند کی چیز لے لو۔ سب نے لے لیں لیکن ایاز نے کچھ نہ لیا۔ محمود غزنوی نے ایاز سے فرمایا تم بھی اپنی پسند کی چیز لے لو تو اس نے محمود غزنویؒ کے کندھے پر ہی ہاتھ رکھ دیا اور عرض کیا حضور میرے لئے آپ ہی سب کچھ ہیں آپ کے ہوتے ہوئے مجھے کسی چیز کی خواہش نہیں ہے پھر مجھے یاد آیا کہ اس قسم کا سوال ایک دفعہ حضرت سائیں بابا کے پیر و مرشد حضرت قبلہ سائیں فقیر محمد صاحب مرحوم و مغفور نے بھی سائیں بابا سے کیا تھا۔ تو سائیں بابا کا جواب بھی یہی تھا کہ ''مجھے آپ مل گئے ہیں تو اور مجھے کچھ نہیں چاہیے۔'' لہٰذا حضرت سرکار سائیں بابا کے سوال کے جواب میں باتیں مدنظر رہیں اور

میں نے عرض کیا کہ ''پیر حاصل کرنے کے لئے'' میرے اس جواب پر سرکار سائیں بابا خوش ہوئے مسکرائے اور میرے پیرومرشد دامت برکاتہ العالیہ سے فرمایا کہ ''ڈاکٹر علی کو پیر بنا دو'' انھوں نے عرض کیا کہ حضور یہ تو ابھی دوسرے تیسرے سبق میں ہیں حضرت قبلہ سائیں بابا نے فرمایا کوئی بات نہیں ہم اسے خلافت عطا فرماتے ہیں۔اس طرح سے مجھے خرقہ خلافت سے نوازا گیا۔

؎ یہ تیرے کرم کے ہیں فیصلے یہ میرے نصیب کی بات ہے

اب سوال تھا میرے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں کے مستقبل کا کہ انہیں سبق اسباق کون دے اور ان کی آئندہ زندگی میں راہبری کون کرے اور کیسے ہو تو اس سے متعلق حضرت سرکار سائیں بابا نے فرمایا کہ ''میں ان کا ضامن ہوں'' تب سے ہی یہ حضرت سرکار سائیں بابا کی نظر عنایت ہے کہ لوگ کثیر تعداد میں میرے دست بیعت ہوئے اور ہو رہے ہیں اور میں یہ تمام حضرت سرکار سائیں بابا کی ذمہ واری پر کر رہا ہوں۔

حضرت سائیں بابا سے متعلقہ آپ ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ میں دادوشریف گیا حضرت سرکار سائیں بابا کی معیت میں انکے مرشد کریم کی زیارت کے لئے ویڑھ شریف جانے کا موقعہ مل گیا۔ میرے ہاتھ میں چھڑی (عصاء) نہ تھی حضرت سائیں بابا نے فرمایا کہ آپ ٹھہرو میں تمہیں ایک چھڑی دیتا ہوں۔آپ اپنے حجرے میں تشریف لے گئے۔ دیوار پر بہت سی چھڑیاں لٹک رہی تھیں۔سائیں بابا فرماتے ہیں کہ میں ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ کون سی چھڑی لوں اتنے میں ایک چھڑی خود بخود کیل سے اتر کر ہوا میں لہراتی ہوئی میرے ہاتھ میں آ گئی۔ بعدازاں حضرت سرکار

سائیں بابا نے فرمایا کہ یہ چھڑی ان کے مرشد کریم حضرت سائیں فقیر محمد صاحب دامت برکاتہ العالیہ کے ذاتی استعمال میں رہ چکی تھی اور انہی نے مجھے عطا فرمائی تھی۔

حضرت سرکار سائیں بابا ہمارے مرشد پاک حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب دامت برکاتہ العالیہ سے بہت پیار کرتے تھے اور محبت سے آپ کو ''میرا علی'' اور کبھی ''ڈاکٹر علی'' کہہ کر یاد فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے ہمارے حضرت صاحب کو براہ راست روحانی فیوض و برکات سے مالا مال کر دیا ہے۔ ایک دفعہ آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ اشرفیہ حیدر آباد میں تشریف فرما تھے کہ حاضرین کی مخاطب ہو کر فرمایا ''میں نے تین پودے لگا دیئے ہیں۔ ایک گوجرہ میں، ایک کراچی میں اور ایک فیصل آباد میں ہے۔ گوجرہ میں صوفی شریف صاحب ہیں کراچی میں محمد افضل اور فیصل آباد میں ڈاکٹر علی ہے۔ مجھے قوی امید ہے کہ یہ پودے بہت پھلے پھولیں گے شاخیں نکالیں گے اور خاص کر مجھے امید واثق ہے کہ ڈاکٹر علی میرے مشن کو بڑے احسن طریقے سے آگے چلائے گا۔

اکتوبر 1993ء میں جب سرکار سائیں بابا آخری مرتبہ سالانہ عرس پاک گوجرہ شریف کی صدارت کے لئے پنجاب تشریف لائے تو کمال مہربانی فرمائی اور فیصل آباد میں تین یوم تک قیام فرمایا اور انہی دنوں آپ نے فرمایا کہ ''میں نے اپنے سلسلہ میں سب سے زیادہ مودب ڈاکٹر علی کے مریدوں کو پایا ہے۔ ڈاکٹر علی کی جماعت ادب کے لحاظ سے اول آئی ہے اور ساتھ ہی بشارت بھی دی کہ اسی ادب کے باعث یہ ساری جماعت ناجی ہے'' اسی دورے میں آپ نے کئی جگہ پر خوش خبری

دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ''ڈاکٹر علی کے سارے مرید جنتی ہیں۔'' آپ فرماتے ہیں کہ حضرت سرکار سائیں بابا دامت برکاتہ العالیہ سے بے شمار کرامات ظہور پذیر ہوئیں لیکن مشت از خروارے ایک واقعہ عرض کرتا ہوں کہ

''داود شریف میں ایک نوجوان حضور سرکار سائیں بابا کے پاس حاضر ہوا۔ پانچ روپے شیرینی کے لئے دیئے اور آپ کے دست مبارک پر بیعت ہوا اور عرض کرنے لگا کہ سائیں بابا مجھے ایک لڑکی سے محبت ہے آپ دعا فرمائیں کہ میری اس سے شادی ہوجائے حضرت سائیں بابا نے فرمایا ''جو اللہ تعالی چاہیں'' چند روز بعد وہ نوجوان آیا خفگی کا اظہار کیا اور کہنے لگا کہ باباجی آپ میری بیعت ختم کریں اور میرے پانچ روپے بھی واپس کریں کیونکہ اس لڑکی کی شادی کہیں اور ہوگئی حضرت سرکار سائیں بابا نے پانچ روپے بھی واپس کر دیئے اور فرمایا یہ اپنے پانچ روپے لے لو یہ آپ نے مجھے دیئے تھے باقی رہا بیعت کا سوال تو وہ آپ نے میرے ہاتھ پر بیعت نہیں کی بلکہ حضور نبی کریم ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کی ہے وہ آپ کا معاملہ ان کے ساتھ ہے۔ نوجوان نے کہا کہ نہیں آپ مجھے ایسی باتوں سے نہ ٹالیں میری بیعت ختم کریں۔ حضرت سرکار سائیں بابا نے پھر وہی بات دہرادی تو نوجوان نے کہا کہ اچھا اگر ایسی بات ہے تو مجھے دکھائیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے دست رحمت پر بیعت کی ہے حضرت سرکار سائیں بابا نے اپنی کرامت سے Action Replay وہ منظر دوبارہ دکھایا وہ نوجوان حضور اکرم ﷺ سے بیعت کر رہا ہے۔ وہ نوجوان بہت متاثر ہوا اور ہمیشہ کے لئے سرکار سائیں بابا کا غلام بن گیا اور حضرت سرکار سائیں بابا

کا ہی ہو کر رہ گیا۔

ازدواجی زندگی

سبحان اللہ حضرت مرشد کریم کی زندگی کے ہر شعبے میں انفرادیت کی نمایاں جھلک نظر آتی ہے۔ 1949ء میں جبکہ آپ ابھی دسویں جماعت کے طالبعلم تھے کہ میٹرک کے امتحان سے بھی ایک ماہ قبل آپ کے گاؤں کی ایک نیک سیرت، رحمدل اور حلیم الطبع خاتون سے آپ کی شادی ہوئی۔ زمانہ طفلی کی شادی آپکی آئندہ اعلیٰ تعلیم کے حصول میں سد راہ نہ بن سکی اور آپ نے مسلسل تعلیم جاری رکھی۔ آپ کی اولاد پاک میں چار بیٹے اور ایک بیٹی ہے یہ تمام نہایت تعلیم یافتہ اور اعلی سرکاری عہدوں پر فائز ہیں۔ زوجہ محترمہ بھی مشرقی معاشرت کے حامل مذہبی گھرانے سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان کے نانا محترم جناب چوہدری محمد بخش صاحب سے متعلق خود حضرت فرمایا کرتے ہیں کہ وہ ایک نیک سیرت خوش شکل پابند صوم وصلوۃ بزرگ تھے اور اٹھتے بیٹھے ہر دم ان کی زبان پر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ رہتے تھے محض آپ کے اسلاف کا تذکرہ کرنے کے لئے حضرت جناب چوہدری محمد بخش صاحب سے متعلقہ درج ذیل واقعات احاطہ تحریر میں لانے کی جسارت کر رہا ہوں جو میں نے حضرت صاحب سیدی مرشدی دامت برکاتہ العالیہ کی زبان مبارک سے سنے۔ یہ واقعات حضرت چوہدری محمد بخش صاحب مدظلہ العالی کے وصال مبارک کے بعد پیش آئے۔

گاؤں میں عموماً سردی کے دنوں میں تمام گھریلو پالتو حیوانات ایک کمرے میں بند کر کے دروازے پر ایک موٹی لکڑی افقی طور سے رکھ دی جاتی ہے۔ اس لکڑی

کی آڑ سے جانور از خود باہر نہیں نکل سکتے۔ اسی طرح چوہدری محمد بخش صاحب کی اولاد کے ہاں بھی جانور اندر بند ہوئے تھے ایک رات کسی جانور نے کسی طرح سے اس لکڑی کو نیچے گرادیا۔ راستہ کھل گیا تو تمام حیوانات باہر نکل گئے اور کسی کے کھیت میں جا کر چرنے لگے۔ ادھر حضرت محمد بخش صاحب اپنے بیٹے کی خواب میں آئے اور اسے کہا کہ اٹھو جاگو تمہارے تمام جانور باہر نکل کر فلاں شخص کے کھیت میں پہنچ چکے ہیں انہیں واپس لے آؤ۔ بیٹا بیدار ہوا لیکن نیند نے پھر غلبہ کیا اور وہ سو گیا۔ باباجی نے پھر اشارہ کیا کہ اپنے جانور لے آؤ۔ بیٹا پھر بیدار ہوا تو اسے شک گزرا اس نے اپنے بھائی کو آواز دی کہ باباجی سونے نہیں دیتے آؤ ذرا جانوروں کو تو دیکھ آئیں۔ وہ اٹھے دیکھا تو باڑہ خالی تھا۔ دونوں بھائی باباجی کے بتلائے ہوئے کھیت میں پہنچے تو جانور وہاں چر رہے تھے وہ انہیں واپس لے آئے۔

اسی طرح ایک رات چور ان کی گھوڑی کھول کر لے گئے۔ چور رات کو سوئے تو باباجی لاٹھی لیکر خواب میں آئے اور فرمایا کہ میرے بچوں کی گھوڑی واپس کر کے آؤ ورنہ میں تمہیں ماروں گا۔ چوروں نے اسے وہم اور محض خواب خیال کیا دوسری رات پھر وہی ماجرا ہوا۔ چور حیران تھے کہ یہ بابا کون ہے۔ تیسری رات پھر وہی بات ہوئی تو صبح کو وہ چور گھوڑی لیکر آئے اور واپس دیتے ہوئے کہا کہ بھئی یہ تمہاری گھوڑی ہے جو ہم نے چرالی تھی۔ یہ ہماری روایت کے خلاف ہے کیونکہ ہم چوری شدہ مال واپس نہیں کرتے۔ لیکن یہ ایک باباجی ہے وہ ہمیں رات سونے نہیں دیتے اور لاٹھی ہاتھ میں لئے ہوئے خواب میں آتے ہیں کہ گھوڑی واپس کر کے آؤ ورنہ

میں تمہیں ماروں گا۔ آپ بتائیے وہ بابا جی کون ہیں تو صاحبزادوں نے بتایا کہ وہ ہمارے بزرگ تھے اوراسی طرح سے ہمارے مال وجان کی حفاظت فرماتے ہیں۔

ایک دفعہ بابا جی کے دو پوتے ٹریکٹر لیکر کہیں جارہے تھے کہ راستہ میں حادثہ کے شکار ہوگئے ٹریکٹر سڑک سے دور ہوکر ایک ٹیلہ سے رک گیا اور یہ دونوں بھائی زخمی ہوئے اور گر گئے رات کا وقت اور سنسان علاقہ تھا کوئی ان زخمیوں کی خبر گیری کرنے والا رہگیر بھی ادھر سے نہ گزرا اور یہ سڑک کے کنارے زخمی حالت میں پڑے تھے۔ادھر بابا جی گھر والوں کی خواب میں آئے اور فرمایا کہ حادثہ ہوگیا ہے ٹریکٹر فلاں جگہ پڑا ہے اور پوتوں کے نام لیکر بتایا کہ وہ زخمی حالت میں سڑک پر پڑے ہیں تم جلدی وہاں پہنچو۔سابقہ تجربہ کی بنا پر اہل خانہ کو بابا جی کی اس اطلاع پر یقین تھا وہ فوراً گئے تو ویسا ہی تھا کہ جیسا بابا جی نے بتایا تھا۔

حضرت مرشد کریم دامت برکاتہ العالیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے گاؤں کا حجام حج بیت اللہ شریف کے لئے سعودی عرب گیا۔وہ مسجد الحرام میں طواف کررہا تھا کہ اسے چوہدری محمد بخش صاحب نظر آئے۔وہ حیران ہوگیا کہ انہیں تو وصال کئے ہوئے کئی سال ہوچکے ہیں اس نے گمان کیا کہ شاید ان کی ہم شکل یہ آدمی ہو لیکن پھر اس سے نہ رہا گیا اس نے بڑھ کر پوچھ لیا کہ آپ چوہدری محمد بخش صاحب ہیں تو بابا جی نے جواب دیا ہاں میں وہی ہوں اس پر حجام کا حوصلہ بڑھا اور اس نے پوچھا کہ آپ یہاں کیسے ؟اس پر چوہدری صاحب نے جواب دیا کہ ہاں میں یہیں رہتا ہوں پھر وہ نظروں سے اوجھل ہوگئے۔

حضرت صاحب بابا جی کو اپنی نواسی (زوجہ محترمہ سیدنا مرشدنا) سے بہت پیار تھا۔ وصال کے بعد بھی کئی مرتبہ ان کی ظاہری زیارت کر چکی ہیں۔ بالخصوص اگر کوئی مسئلہ یا دشواری کبھی ان کو پیش آتی ہے تو وہ بابا جی اکثر خواب میں اور کبھی بیداری میں بھی آ کر اس مسئلہ کا حل فرما جایا کرتے ہیں اور آپ کی راہبری فرما جاتے ہیں اور انہیں کے بتائے ہوئے طریقہ پر یہ عمل کر کے احسن طریقہ سے اپنے کام نپٹا لیتی ہیں۔ کس قدر مہربانی اور شفقت بزرگ بعد از وصال بھی فرماتے ہیں۔

ہمارے حضرت صاحب مرشد کریم دامت برکاتہ العالیہ کا معمول ہے کہ نماز مغرب کے بعد حضور نبی کریم ﷺ مرشد پاک اور تمام امت محمدیہ کے ایصال ثواب کے لئے اور بالخصوص اپنے اسلاف کے لئے فاتحہ خوانی اور دعائے مغفرت فرمایا کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ ان کے مرحوم بھائی اپنے لواحقین کی خواب میں آئے اور فرمایا کہ ''مجھے صرف فیصل آباد کی طرف سے ٹھنڈی اور خوشگوار ہوا آتی ہے'' یہ ہمارے حضرت صاحب کے معمول اور اس عادت شریفہ کا نتیجہ ہے۔

عمرہ وزیارات

جنوری 1991ء میں آپ عمرہ کی ادائیگی کے لئے تشریف لے گئے اس مبارک سفر سے متعلق فرماتے ہیں کہ ''یہ اگست 1990ء کی بات ہے کہ میں ایک محفل میلاد النبی ﷺ میں شریک تھا۔ میرے نزدیک ایک بزرگ بیٹھے تھے جو نابینا تھے وہ چشتی صابری سلسلہ سے متعلق تھے انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر سونگھا اور فرمایا کہ آپ نقشبندی ہیں میں نے اثبات میں جواب دیا تو فرمانے لگے کہ آپ سے حضور سیدنا

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خوشبو آرہی ہے آپ کو ان سے عشق کی حد تک پیار ہے۔ کیا ہم آپ کو مدینہ شریف نہ بھیج دیں؟ میں نے عرض کیا کہ ضرور بھیجئے اور مجھے کیا چاہیے تو فرمانے لگے کہ انشاء اللہ چند روز کے اندر اندر سبب بن جائے گا۔ بظاہر نہ میری کوئی تیاری تھی اور نہ ہی سردست کوئی پروگرام تھا۔ لیکن اس بزرگ کے فرمان کا اثر تھا کہ ایک ہفتہ ہی گزرا تھا کہ علی الصبح میرے مکان پر دستک ہوئی میں باہر نکلا تو ایک آدمی موجود تھا جس سے اس سے قبل میری تھوڑی سی شناسائی تھی۔ یہ رانا علی محمد صاحب تھے کہنے لگے کہ میں عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لئے جا رہا ہوں اور آپ کو اپنے ساتھ لے جانا اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہوں آپ اپنا شناختی کارڈ اور پاسپورٹ وغیرہ دیدیں خرچہ کی فکر نہ کریں میں آپ کا سارا خرچہ خود برداشت کروں گا۔ مجھے یہ بات اچھی تو نہ لگی کہ خرچہ رانا صاحب برداشت کریں لیکن دوسری طرف مدینہ پاک کی حاضری سے انکار بھی کیسے ممکن تھا۔ میں نے مطلوبہ کاغذات رانا صاحب کے حوالے کر دئے۔ رانا صاحب اسلام آباد گئے ویزا وغیرہ اور ضروری کاغذات مکمل کرنے میں تین چار ماہ کا عرصہ لگ گیا۔ ادھر عراق نے کویت پر قبضہ کر لیا اور امریکہ اور اس کے اتحادی ممالک کی طرف سے 15 جنوری 1991ء تک کے لئے مہلت دی گئی کہ وہ کویت کو خالی کر دے بصورت دیگر جنگ کے لئے تیار ہو جائے عراق اپنی افواج واپس بلانے پر تیار نہ تھا لہٰذا جنگ کے بادل اُمڈ آئے۔ سعودی عرب سے غیر ملکی باشندوں کا انخلاء شروع ہو گیا۔ اب حالت یہ تھی کہ سعودیہ میں مقیم پاکستانی جہاز بھر بھر کر وطن واپس لوٹ رہے تھے اور ہم وہاں جانے کی تیاری میں مصروف تھے یکم جنوری

1991ء کو پی آئی اے کی فلائٹ سے ہمیں جانا تھا سیٹ بک ہو چکی تھی بعض دوست احباب نے مشورہ دیا کہ جنگ چھڑ جانے کی قوی امید کے پیش نظر ہم اپنا سفر ملتوی کر دیں اور حالات کے صحیح ہونے تک انتظار کریں میں نے کہا کہ موت سے ڈر کر مدینہ پاک کی حاضری کو التوا میں ڈال دینا دانشمندی نہیں یہ تو عشق کا امتحان ہے اور اگر وہاں کوئی خطرہ ٹالنے والے بھی تو موجود ہیں اگر کوئی غم ہے تو غم خوار بھی وہیں ہیں۔ آقا کی رحمت وسیع ہے کالی کملی میں چھپا لیں گے تو پہنچ تو سہی۔

یہ نوازشیں یہ عنائیتیں غم دو جہاں سے چھڑا دیا
غم مصطفیٰ ﷺ تیرا شکریہ مجھے مرنا جینا سکھا دیا

لوگ سعودیہ سے آ رہے تھے اور ہم وہاں جا رہے تھے بڑی آسانی سے پی آئی اے میں سیٹ مل گئی یکم جنوری 1991ء کو پروگرام کے مطابق ہم پی آئی اے کی فلائٹ سے روانہ ہو گئے۔ مکہ شریف پہنچے۔ الحمدللہ زیارت بیت اللہ شریف سے مشرف ہوئے۔ عمرہ تو ادا کیا لیکن حرم پاک میں دل نہیں لگ رہا تھا۔ ایسے معلوم ہو رہا تھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہوں کہ تم مدینے کے مسافر ہو لہٰذا مدینہ شریف چلے جاؤ۔ ایسا ہی ہوا ہم عمرہ کی ادائیگی کے بعد مدینہ شریف کے لئے روانہ ہو گئے روضہ رسول ﷺ پر حاضری نصیب ہوئی۔ سکون قلب ملا۔ اطمینان قلب ایسا ملا کہ جیسے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی آغوش رحمت میں اس طرح سے چھپایا ہو کہ جس طرح ماں اپنے شیر خوار بچے کو اپنی گود میں لے لیتی ہے اور وہ دنیا و مافیہا سے بے گانہ و بے نیاز گہری نیند میں سوتا ہے۔ کچھ ایسی ہی کیفیت میری تھی ایک رات تہجد کی نماز کے بعد باب جبرائیل کی

جانب سے ایسی ٹھنڈی ہوا چلی کہ روضہ اقدس کے پہرہ دار بھی سردی کے مارے چھپ گئے۔ ریاض الجنت کی طرف چلے گئے آقا کے کرم کی بات ہے کہ ہمیں یہ سرد ہوا بھی گرم معتدل لگ رہی تھی۔ سردی کا ذرہ بھر احساس نہ تھا ہمیں آقا علیہ الصلوۃ والسلام سے تنہائی میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ مواجہ شریف کے سامنے دل بھر کر زیارت کی یہ وقت ساری عمر یاد رہے گا۔ مدینہ شریف کی حاضری کے بعد واپس پھر مکہ مکرمہ آ گئے مدینہ شریف سے روانگی یا محبوب کے قدموں سے بچھڑتے وقت جو دل پر گزری اس کے بیان کے لئے الفاظ نہیں ہیں فرقت جس پر گزرے وہی جانے۔ بہر حال مجبوری تھی واپس آنا ہی تھا۔ بادل نخواستہ مدینہ شریف سے روانہ ہوئے مکہ شریف پہنچے اب یہاں بھی سکون قلب نصیب ہوا گویا کہ بیت اللہ شریف بھی اب ہمیں کہہ رہا ہو کہ آؤ اب میرے مہمان بنو۔ جس ہستی کی خاطر تم نے یہ مبارک سفر کیا اس سے ملاقات ہو چکی۔ طواف کر رہے تھے کہ تیز بارش شروع ہو گئی۔ سبحان اللہ یہ سردیوں کی گرم بارش تھی تمام لوگ دوڑ کر برآمدوں میں چلے گئے رانا صاحب اور میں ہی کعبہ شریف کے پاس رہ گئے لوگوں کو سردی لگ رہی تھی ہمیں اس بارش میں لطف آ رہا تھا یہ سب کچھ آقا علیہ الصلوۃ السلام کی ہی نظر کرم تھی۔ حجر اسود کے بوسے لیکر نبی کریم ﷺ کی سنت ادا کی۔ ملتزم سے لپٹ کر بڑے سکون سے دعائیں مانگیں۔ میزاب رحمت سے گرتا ہوا پانی پینے کو ملا۔ حج یا عام حالات میں رش کی وجہ سے یہ نعمتیں کہاں نصیب ہوتی ہونگی اپنی قسمت پر جتنا بھی ناز کریں کم ہے پندرہ جنوری 1991ء ہمارا سعودیہ میں آخری روز تھا اور یہی عراق کو دی گئی مہلت کا بھی آخر دن تھا اشک بار آنکھوں سے واپس

روانہ ہوئے اور سعودیہ سے بیرون ملک جانے والا یہ طیارہ بھی آخری تھا کہ جس نے ہمیں کراچی پہنچایا اور اسی روز رات کو عراق۔کویت جنگ چھڑ گئی تھی۔

ریٹائرمنٹ کے بعد آج کل حضرت پیرومرشد دامت برکاتہ العالیہ گرین ویو کالونی فیصل آباد میں رہائش پذیر ہیں۔روزانہ شام عصر کی نماز کے بعد متعلقین، مریدین اور معتقدین کی خاصی تعداد آستانہ عالیہ پر حاضر ہوتی ہے۔نماز عصر تا مغرب محفل ذکر منعقد ہوتی ہے۔نماز مغرب کی امامت حضرت صاحب خود فرماتے ہیں۔ پھر نعت شریف اور اس کے بعد حضرت صاحب ارشاد فرماتے ہیں یہ سلسلہ نماز عشاء تک جاری رہتا ہے۔ ہر جمعۃ المبارک کو ہفتہ وار محفل ذکر منعقد ہوتی ہے اور ہر قمری مہینہ کی آخری جمعرات ماہانہ محفل میلاد ہوتی ہے یہ آستانہ عالیہ کے پروگرام ہیں اور علاوہ ازیں شہر فیصل آباد کے مختلف علاقوں میں ہفتہ وار محافل ذکر اور ماہانہ محفل میلاد منعقد ہوتی ہیں جن میں کثیر تعداد میں لوگ جمع ہوتے ہیں اور حضرت صاحب اپنے مخصوص انداز میں حاضرین کے قلوب کو عشق مصطفیٰ ﷺ سے منور فرماتے ہیں رشد و ہدایت کا یہ سلسلہ جاری ہے اللہ تعالی اپنے حبیب ﷺ کے صدقہ قبول و منظور فرمائے اس پر آشوب دور میں یہ کسی جہاد سے کم نہیں۔

یہ تعارف وسیلہ نجات حصہ دوم سے لیا گیا ہے جو کہ خلیفہ پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی صاحب نے لکھا ہے۔